ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اُردو شاعرات کی غزل میں نئے کرداری رجحانات

New Character Trends in Ghazal of Urdu Poets

محمد آصف

اسکالر ایم۔فل شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر صائمہ اقبال

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

حنا اقبال

اسکالر ایم۔فل شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:
From the stories of the past era to the present day, the existence of women is giving a diverse thought to Urdu poets and literature due to their positive and negative attitudes. In every society, a woman holds her prestigious position as a mother, sister, wife, daughter, lover. Poetry, stories and songs are indebted to the existence of women. The poets introduced many new characters in their ghazals. The relationship between mother and child was clearly visible to the reader in the ghazals. The roles of lover and beloved changed. Many roles related to husband, home, courtyard, relatives, friends, Mecca, father-in-law and husband have appeared in Ghazal, now poets have their own style. After the creation of Pakistan, women poets got opportunities to express themselves freely. Ada Jafari is the first authoritative reference, after which Fahmida Riaz, Kishwer Naheed, Zahra Nigah, Hina Saeed, Shabnam Shakeel, Parveen Shakir, Shahida Hassan, Rehana Ruhi and many other poets became prominent in Urdu Ghazal.In this article presented the charecteristics study of urdu women,s poetry.

Key words: Urdu poets, literature, ghazals, charecteristics, Ada Jafari, Fahmida Riaz, Kishwer Naheed, Zahra Nigah, Hina Saeed, Shabnam Shakeel

عہد ماضی کی داستانوں سے لے کر موجودہ دور تک عورت کا وجود اپنے مثبت اور منفی رویوں کی وجہ سے اردو شعر و ادب کو متنوع انداز فکر دے رہی ہے۔ ہر معاشرے میں عورت بحیثیت ماں، بہن، بیوی، بیٹی، عاشق اور محبوبہ اپنا معتبر مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔ شعر و ادب، قصے کہانیاں اور گیت عورت کے وجود کے مرہونِ منت ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فنون لطیفہ کو جلا بخشنے والی عورت جب خود سخن گوئی کی جانب مائل ہوتی ہے تو اس کی تخلیقی قوتوں نے کس طرح اظہار کے راستے تلاش کیے۔

یہ درست ہے کہ عورت فنون لطیفہ کا محرک بنی لیکن خود اسے اظہار کے موقع میسر نہیں آئے۔ کائنات کی وسعتوں کا حق دار بالعموم مرد کو ٹھہرایا گیا اور اس کی شخصیت گھر آنگن تک محدود رہی لیکن اس کے باوجود اس نے اپنی روح کو جو ایک تخلیق کار کی روح تھی زندہ رکھا چنانچہ پہلے پہل حکمران خاندان کی شہزادیاں اور طبقہ امراء کی بیگمات شعر و سخن کی دنیا میں قدم رکھتی ہیں۔ شاعرات کے شعری سفر کا جائزہ لیں تو مہ لقا چندا بائی کا نام صاحب دیوان شاعرہ کے طور پر سامنے آتا ہے اس کے دیوان میں ۱۲۵ غزلیں موجود ہیں اور ہر غزل کے پانچ اشعار ہیں جو دلکش جذبوں کے ساتھ سیاسی و سماجی حالات کی عکاسی بھی کر رہے ہیں معاملات عشق و محبت کا انداز روایتی ہے جہاں حقیقت و مجاز اکٹھے ہیں وہاں محبوب کا کردار دیکھیے:

ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھیے آتا ہے تو نظر ہم کو(1)

______

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عالم تری نگاہ سے ہے سرشار دیکھنا
میری طرف بھی ٹک تو بھلا یار دیکھنا(2)

چندا کی ۱۲۵ غزلوں میں ۱۱۸ غزلوں کے مقطعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے متعلق ہیں:

عرض سرکار مرتضیٰ میں یہ ہے
پائے دونوں جہاں کا چندا مال(3)

محبوب اور عاشق کے کردار رقیب کے تذکرے کے بغیر مکمل رہتے ہیں:

تم منہ لگا کے غیروں کو مغرور مت کرو
لگ چلنا ایسے ویسوں سے دستور مت کرو(4)

———

ساغر مجھے کبھی نہ دیا تو نے ایک بار
ہمراہ نت رقیب کے سرشار ہی رہا(5)

ڈاکٹر روبینہ ترین نے اپنے مضمون "عورت کا نقش اردو شعر و ادب کے تناظر میں" چندا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ماہ لقا چندا بائی (۱۱۸۱ھ تا ۱۲۴۰ھ) کا تعلق دکن سے ہے جو اردو شاعری کا اوّلین مرکز رہا تھا جہاں قطب شاہی اور عادل شاہی حکمرانوں کے زیر سرپرستی اردو شعر و نثر نے ترقی کی اگرچہ اس علاقے میں ولی جیسا کوئی بڑا شاعر تو پیدا نہ ہوا لیکن یہاں کی خواہش شعر و نثر کی دنیا میں اپنی تخلیقات کے ذریعے شامل رہیں۔"(6)

دور قدیم سے لے کر عصر حاضر تک شاعرات نے سخن گوئی و سخن فہمی میں نمایاں کردار ادا کیا تذکرہ نگاروں نے عموماً شاعرات کو کرداری حوالے سے دو یا تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ طبقہ اعلیٰ کی بیگمات شاعرات
2۔ پردہ دار اور خانہ نشیں شاعرات
3۔ بازاری عورتیں یا طوائف

یہاں اس بات کی وضاحت ضرور ہے کہ تیرے طبقے سے تعلق رکھنے والی شاعرات کی تعداد پہلے دو طبقوں کی نسبت زیادہ ہے۔ پردہ دار خواتین کو شعر گوئی کے راستے میں کئی سماجی رکاوٹوں اور معاشرتی رویوں کا سامنا رہتا ہے لہٰذا طبقہ اعلیٰ کی بیگمات ادبی ذوق ہونے کے باوجود گھر سے نہیں نکل سکتی۔ ان تینوں طبقوں کی خواتین کے ہاں کرداری حوالے سے اپنے اپنے ماحول کے مطابق رنگارنگی موجود ہے۔

دبستان لکھنو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ شرم لکھنوی کا نام شمس النساء بیگم لکھنوی اور تخلص شرم تھا "عروس مضمون" دیوان شرم میں ردیف "ہے" میں پوری غزل میں شرم نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے جو اس کے بھائی کی زیارات مقدسہ سے واپسی پر ایک بہن کے دل میں پیدا ہوئے اس غزل میں بھائی کے ساتھ کچھ تلمیحی کردار مثلاً مسیحا، خضر، ہاتف اور یوسفؑ بھی موجود ہیں۔

اب مسیحا تر آیا ہے، مبارک ہووے
دن یہ خالق نے دکھایا ہے مبارک ہووے

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

شکر کیوں نہ کروں میں کہ مرا خضر دُعا
شہر میں بھائی کو لایا ہے مبارک ہووے
آ کے پھر شہر میں اس یوسف گم گشتہ نے
شہر کنعاں کو بسایا ہے مبارک ہووے(7)

شاعر کی غزل گوئی کے تجربے سے عہد بہ عہد ہونے والی تبدیلیوں کی طرف توجہ دلانا مقصد ہے کیونکہ اردو غزل کی روایت میں ہر عہد کے انفرادی اور اجتماعی رویے اور تجربے شامل رہے ہیں عصر حاضر کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اب اردو غزل میں نہ ہیئت اور اسالیب نے نیا رخ اختیار کیا بلکہ موضوع اور کرداروں کے حوالے سے بھی واضح تبدیلی دیکھنے میں آئی کرداری سطح پر اردو غزل کی وسعت میں کئی اضافے ہوئے۔ عصر حاضر کی غزل میں سیاسی، سماجی، تمدنی اور تہذیبی سطح پر موضوعاتی تبدیلی اور مضامین کا تنوع دیکھنے میں آیا۔ مجاز نے کہا تھا:

تیرے ماتھے پہ آنچل بہت ہی خوب ہے لیکن
تو اس آنچل سے اک پرچم بنا لیتی تو اچھا تھا(8)

آج عورت نے صحیح معنوں میں اپنے آنچل کو پرچم بنا لیا ہے اور اپنی ذات کی پہچان اور اپنے شخص کی کھوج میں مصروف کار ہے گو کہ عورت کا وجود محبوب کی شکل میں اردو غزل میں ہمیشہ موجود رہا اردو مثنوی میں بھی وہ شہزادی کی صورت جلوہ گر رہی مگر شعراء نے اس عورت کو محبوب کا درجہ دیا تو اسے ماورائی مخلوق بنا دیا مگر آج غزل میں عورت کا زندہ کردار نظر آتا ہے جو ماں، بہن، بیوی، بیٹی، محبوبہ کے وجود میں کائنات کے حُسن میں اضافہ کر رہا ہے۔ پروفیسر نجیب جمال اپنے مضمون ''جدید اردو شاعری اور عصر حاضر کی عورت'' میں لکھتے ہیں:

''بیسویں صدی میں جہاں اردو شاعری میں فرسودہ روایات کی مرگ کا اعلان ہوا وہاں بعض نئے کرداروں، نئی اقدار اور بعض نئے مسائل اور مصائب نے موضوعاتی سطح پر جنم لیا ان میں سب سے بڑا اور نمایاں کردار عورت کا تھا جسے اردو نظم نے خاص طور پر پیش کیا اور غزل نے بھی نئے کردار کو قبول کیا مگر اس کی روایتی حیثیت کو بھی برقرار رکھا۔''(9)

پاکستان بننے کے بعد خواتین شاعرات کو آزادانہ اظہار خیال کے مواقع میسر آئے نئے ملک کی نئی اقدار میں عموماً سماجی رویہ ایسا تھا کہ خواتین کی آزاد حیثیت کو تسلیم کیا جانے لگا یوں کئی شاعرات نمایاں طور پر سامنے آئیں۔ ادا جعفری پہلا باوقار حوالہ ہی ہیں اس کے بعد فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، زہرہ نگاہ، حنا سعید، شبنم شکیل، پروین شاکر، شاہدہ حسن، ریحانہ روحی اور متعدد شاعرات اردو غزل کے حوالے سے نمایاں ہوئیں۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ نسائی جہت مونث واحد متکلم تک محدود نہیں اور نہ ہی چوڑیوں کی چھنک، گھر آنگن، سنگھار اور برہا کے مضامین بیان کرنا بلکہ اس سے مراد وہ زاویہ نظر ہے جس زاویے سے عورت زندگی کو دیکھتی ہے وہ مرد سے مختلف ہے ہر انسان اپنی ذات کے حوالے سے عہد اور معاشرے کو دیکھتا ہے عورت کا یہ زاویہ نگاہ یقیناً اس کی ذات سے ہی مخصوص ہے کیونکہ اس کی مصروفیات اس کے مسائل و معاملات مرد سے مختلف ہیں وہ جب رنگ، خوشبو اور آواز اور لمس کا حسیاتی تجربہ کرتی ہے تو اس کے پس منظر میں ممتا، بیوی اور بیٹی کا کردار موجود رہتا ہے عورت اپنے کردار میں کئی کام اور کئی رشتے بیک وقت نبھا رہی ہے ایسے میں مونث کا صیغہ خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اس کی شخصیت کا بتدریج ارتقاء اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ ادیب سہیل اپنے مضمون خوشبو کی سفیر میں لکھتے ہیں:

''شاعری میں جس جدت اور عورت پن کے اظہار کا آغاز ادا جعفری نے ۱۹۴۶ء کے آس پاس کیا تھا پروین شاکر کی شاعری اس کی خوبصورت توسیع ہے ادا جعفری نے عورت پن کے اظہار میں شائستگی کا لب و لہجہ رکھا کشور ناہید نے اس کو مختلف اظہاری ڈائمنشن عطا کیے عورت تھی کشور ناہید نے ''عورت پن'' کے اظہار میں اپنے کلام کی اسائی کو اس دائرہ تک یقینی بنایا جو شجر ممنوعہ تصور ہوتا ہے۔''(10)

شاعرات نے اپنی غزل میں کئی نئے کرداروں کو متعارف کرایاماں اور بچے کا تعلق واضح شکل میں قاری کو غزل میں نظر آنے لگاعاشق اور معشوق کے کرداروں میں تبدیلی رونما ہوئی۔ شوہر،گھر، آنگن، رشتے ناتے، سہیلیاں، میکہ، سسرال اور شوہر کے حوالے سے کئی کردار غزل میں چلے آئے اب شاعرات کا اپنا الگ طرز احساس ہے۔بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

> ”جہاں تک طرز احساس کا تعلق ہے تو یقیناً شاعرات اس طرز احساس کی حامل ہیں جو صرف ان ہی کے جذبات واحساسات کا ترجمان ہے اگر ایک طرف سلگنے کی کیفیت ہے، اداسی ہے بے سمتی کا احساس فرسٹریشن احساس محرومی ہے تو دوسری طرف انتہا پر طعن و تشنیع اور جنس کا واشگاف اظہار بھی ملتا ہے یہ سب اور ان کے علاوہ اور بھی ملتا ہے یہ سب اور ان کے علاوہ اور بھی بہت کچھ۔“(11)

شاعرات کی غزل میں جو نسائی کردار ابھرتے ہیں وہ اپنی خواہشات، آرزو کی ناکامی،مایوسی احساس جمالی اور عشقیہ تجربات سے اپنی نسائیت کا بھرپور احساس دلاتے ہیں اب غزل میں عورت کے مختلف روپ یعنی اس کا لڑکی ہونا پھر جواں ہونا پھر جواں ہونا نیز عاشق، محبوبہ،گھر والی اور گھر سے باہر کا کام کرنے والی عورت کی سوچ اور مسائل کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔کشور ناہید نے پہلی بار غزل کے کینوس کو وسیع کیااس میں بین الاقوامی،سیاسی وسماجی اور ادبی موضوعات کے حوالے سے نئے نئے کردار غزل کے دائرے میں آئے۔ڈاکٹر محمد آصف قادری نے اپنے مضمون ”کشور ناہید کی مزاحمتی شاعری“ میں لکھا ہے:

> ”کشور ناہید اپنی زدعیت کی ایسی دانشور ہے جس نے اپنے عورت ہونے کی بجائے اپنے انسان اور فرد ہونے کو تسلیم کرایا ہے اس راہ میں اسے جن کٹھنائیوں سے گزرنا پڑا وہی اس کا سفر ہے اور وہی اس کا سفر کا انعام بھی ہے اس ناتے اس نے ملک میں ایسا ماحول اور فضا پیدا کی جس میں ادب کے زنانہ اور مردانہ ڈبوں کی تقسیم ختم ہوگئی ہے اور ادب تمام انسانوں کا ورثہ بن گیا ہے۔“(12)

پروین شاکر نے اپنی غزل میں مرد اور عورت کی تفریق مٹانے کی شعوری کوشش نہ کی بلکہ اسے اپنے عورت ہونے پر فخر رہا اس نے اپنے نسائی جذبوں اور احساس کی نزاکتوں کو خوبصورت لفظوں میں پیش کیا پروین شاکر کی غزل میں اہم بات یہ ہے کہ اس میں ایک عورت نے عاشقانہ اشعار کہے غزل میں عورت نے ہمیشہ محبوبہ کا کردار نبھایا غالباً یہ پہلا موقع تھا جب عورت کا ہمارے معاشرے میں جو کردار ہو سکتا ہے ہے پروین نے نہایت جرأت اور کامیابی سے اسے پیش کیا۔پروین کی غزل میں جس عورت کا کردار سامنے آیا ہے وہ مسلسل ارتقاء پذیر ہے ایک کم عمر لڑکی جو گھروندے بناتی ہوئی گھر جانے کی کوشش میں مصروف ہو جاتی ہے پھر عمر کا ایک حصہ اس کو بچانے میں صرف کرتی ہے اور اپنی کوشش میں ناکام ہو کر خواہش کی یہ ناکامی اس کے ہاں دائمی کرب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔احمد جاوید نے اپنے مضمون ”خواتین کا ادب ایک اجمالی جائزہ“ میں درست لکھا ہے:

> ”خواتین کی نسائی شاعری اپنے اندر دوزخ رکھتی ہے ایک طرف تو نسائی جذبوں کا فطری اظہار ہے جس کی ایک مثال پروین شاکر کی شاعری ہے جس نے اپنے کلام میں عورت کی فطری مثبت اور سپردگی کی خواہش کا برملا اظہار کیا تو دوسری طرف ایک واضح فیمنسٹ رویہ ہے جو فہمیدہ ریاض اور کشور ناہید کی شاعری میں ظاہر ہوا۔“(13)

”خوشبو“ میں ایک عورت سے زیادہ ایک لڑکی کی آواز سنائی دیتی ہے جو خوابوں پر یقین رکھتی ہے خوشبو میں اس الہڑ لڑکی کا کردار دیکھیے۔

لڑکیوں کے دکھ عجیب ہوتے ہیں سکھ اس سے عجیب
ہنس رہی ہیں اور کاجل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ (14)

تیز بارش ہو، گھنا پیڑ ہو، اک لڑکی ہو
ایسے منظر کبھی شہروں میں تو پائے نہ گئے(15)

"صد برگ" میں ایک عورت کی زندگی کے مختلف تجربوں کا بیان ہے جس میں سہاگ کے رنگ بھی شامل ہیں اور اب وہ تخلیق کے کرب سے بھی آشنا ہے۔ اب جذبے کے ساتھ ساتھ جسم بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے:

بدن کا پہلے پہلے آگ چکھنا!
رگ و پے میں کوئی لذت عجب تھی(16)

پروین شاکر کا سفر آگے بڑھتا ہے اور وہ خود کلامی میں ایک ماں سے ہمارا تعارف کراتی ہے۔

تین رتوں تک ماں جس کا رستہ دیکھے
وہ بچہ چھوتے موسم میں کھو جائے!(17)

"خود کلامی" میں پروین شاکر غزل میں ایک ایسی عورت سامنے آتی ہے جو حالات و واقعات کی سختی سہہ کر اپنے احساسات کے اظہار میں بہت متوازن اور سنبھلا ہوا لہجہ اپناتی ہے۔

عشق نے سیکھ ہی لی وقت کی تقسیم کہ اب
وہ مجھے یاد تو آتا ہے مگر کام کے بعد(18)

اس کا یہی لب و لہجہ "انکار" اور پھر "کفِ آئینہ" میں بھی برقرار رہا:

وہ جس کو بزم میں مہمان عام بھی نہ کیا
کسے بتائیں کہ خلوت میں خاص کتنا تھا(19)

پروفیسر حامد کاشمیری اپنے مضمون "تانیثی ادب تنقیدی تناظر میں" میں لکھتے ہیں:

"ان شاعرات کو اردو تاریخی نقطہ نظر سے تانیثی شاعری کی پیش رو قرار دیا جا سکتا ہے ان کے کلام میں نسائی حسیت کے کہیں کچھ دھندلے اور کہیں کچھ روشن نشانات نظر آتے ہیں اور یہ دانشورانہ سطح پر اپنے عہد میں ذاتی، عصری اور اجتماعی زندگی کے بارے میں تفہیمی نقطہ نظر کے ساتھ ساتھ تخلیقی طور پر نسوانی رد عمل اور رویوں کو بھی بروئے کار لاتی ہیں۔"(20)

میڈیا کے حوالے سے عورت کا کردار اب اصغری خانم کے مثالی کردار سے بہت آگے بڑھ گیا شاعرات نے غزل میں ادراک، فہیم اور Awareness پیدا کی ہے غزل میں رمز و ایماء کے ذریعے کرداروں کو آگے بڑھانے میں ادا جعفری، پروین فنا سید، پروین شاکر، شبنم شکیل کے نام اہم ہیں ۱۹۶۰ سے بعد کی شاعرات نے جرأت مندی نئے موضوعات و کرداروں کو غزل میں جگہ دی۔ یوں ان کا سماجی اور انفرادی رتبہ متعین ہونا شروع ہوا خارجی حقیقتوں نے اظہار کے راستے تلاش کیے ہیں شاعرات نے عورتوں کے مسائل کو تخلیقی ہنر مندی سے برتا۔

قیام پاکستان سے قبل خواتین نے اردو کی قابل ذکر خدمات انجام نہ دیں ادا جعفری اور ان کے بعد کی شاعرات نے پاکستان بننے کے بعد ہی تخلیقی منظر نامے پر اپنا نام لکھا جس میں جذبہ ہی نہیں شعور بھی شامل تھا متنوع تجربات، مختلف حسیت اور نئے موضوعات پر قلم اٹھایا اگر ان کے کلام کو یکجا کیا جائے تو یہ اردو ادب کا قابل قدر حصہ ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

یہ شاعرات جب محض عشق و محبت کے مضامین سے نکلیں اور انہوں نے زندگی کے مسائل کو سمجھنا شروع کیا تو سب سے پہلے ان کی آواز میں معاشرتی جبر کے خلاف دبا دبا احتجاج نظر آیا۔ جس کا اظہار انھوں نے مختلف کرداروں کے ذریعے کیا۔

بقول ڈاکٹر وقار احمد رضوی:

”بیسویں صدی کے عشرہ ششم میں جب کائنات سمٹ کر ایک نقطے میں سما گئی تو غزل کا لطیف نسائی روپ شاعرات کے پاس تابانی سے جلوہ گر ہوا مشرق کی ٹھوس اقدار پر مغرب کی مصنوعی اقدار نے یورش کی تو عورت کی نسائی آواز غزل میں جاگی مرد کو بلاواسطہ مخاطب کرنے کا انداز جو ہندی شاعری میں مروج تھا وہ اب جدید غزل میں در آیا ہے۔“(21)

شاعرات کی غزل گوئی میں جو مضبوط حوالہ عصر میں ہمارے سامنے کھل کر سامنے آیا وہ گھر آنگن اور بچوں کا فطری انداز میں ذکر ہے عورت ہمیشہ سے ایک مضبوط، محفوظ اور خوبصورت گھر کے خواب دیکھتی ہے۔

گھر کے آنگن میں اترے کوئی کرن
سر منتر گاں دیے جلا بھی دیئے(22) (شہناز مزمل)

میں اپنے جوش جنوں میں کہاں نکل آئی
یہ دشت تو میرے گھر کی فضاؤں جیسا ہے(23) (غزالہ خاکوانی)

آج شاعرات بچوں کو اپنی اقدار سونپنے کی خواہشمند ہیں ان کی غزل میں بچوں کا مضبوط اور توانا کردار مختلف انداز اپنا رہا ہے۔

وہ بھیڑ ہے کہ شہر میں چلنا محال ہے
انگلی پکڑنا باپ کی بچہ نہ بھول جائے(24) (کشور ناہید)

ان کا بھی کچھ حق ہے ہم پر ان کے بھی کام آئیں گے
اپنے بچوں کو ورثے میں اپنے غم دے جائیں گے(25) (شبنم شکیل)

تتلیاں پکڑنے میں دور تک نکل جانا
کتنا اچھا لگتا ہے پھول جیسے بچوں پر(26) (پروین شاکر)

شاعرات کی غزل گوئی کے کرداری مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آج شاعرات سماجی اور عصری مسائل پر گہری نظر رکھتی ہیں اور وہ محض تخیل کی کار فرمائی پر زندہ نہیں بلکہ قومی اور بین الاقوامی مسائل اور صورتحال ان کے دل و ذہن کو پوری طرح گرفت میں رکھتی ہے گو تحریک پاکستان کے ساتھ ہی عورت نے اپنا کردار فعال اور متحرک بنایا مگر اصل تبدیلی قیام پاکستان کے بعد دیکھنے میں آئی جب تعلیم اور شخصی آزادی نے اسے شعور و ادراک بخشا۔

حوالہ جات

1۔ مہ لقابائی چندا، دیوان، لاہور: اشاعت اوّل، مجلس ترقی ادب، 1990ء، ص:139
2۔ ایضاً، ص:96
3۔ ایضاً، ص:132

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

4۔ ایضاً،ص:139

5۔ ایضاً،ص:95

6۔ روبینہ ترین،ڈاکٹر،دریافت،شمارہ5،اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو تجز،ص:618

7۔ صحیفہ سہ ماہی،شمارہ184،لاہور: مجلس ترقی ادب،جنوری-مارچ2006ء،ص:55

8۔ اسرار الحق مجاز،آہنگ،لاہور:نیا ادارہ،1938ء،ص:88

9۔ نجیب جمال،پروفیسر،سہ ماہی انٹرنیشنل ادب عالیہ،جولائی2003ء،ص:92

10۔ ادیب سہیل،تخلیقی ادب،شمارہ ایک،اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو تجز،مارچ2004ء،ص:39

11۔ سلیم اختر،ڈاکٹر،سہ ماہی ادبیات،جنوری تاجون،2007ء،ص:345

12۔ ارتقاء،شمارہ42،کراچی:ارتقا مطبوعات،جنوری2007ء،ص:148

13۔ ادبیات،جنوری تاجون2007ء،ص:365

14۔ پروین شاکر،ماہ تمام،اسلام آباد:ماورا پبلی کیشنز،1988ء،ص:164

15۔ ایضاً،ص:241

16۔ پروین شاکر،صد برگ،دہلی:جامعہ ہمدرد،1981ء،ص:155

17۔ ایضاً،ص:41

18۔ پروین شاکر،خود کلامی،ص:62

19۔ پروین شاکر،انکار،ص:12

20۔ حامد کاشمیری،پروفیسر،ماہنامہ اوراق،خاص نمبر،مارچ اپریل2004ء،ص:119

21۔ وقار احمد رضوی،ڈاکٹر،تاریخ جدید اردو غزل،اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن،طبع اوّل1988ء،ص:981

22۔ شہناز مزمل،موم کے سائبان،لاہور:پاک بک ایمپائر،جولائی1994ء،ص:168

23۔ غزالہ خاکوانی،ڈاکٹر،مرے پرنہ باندھو،لاہور:جنگ پبلی کیشنز،طبع دوم/اکتوبر1990ء،ص:417

24۔ کشور ناہید،دشتِ قیس میں لیلیٰ،لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،1999ء،ص:45

25۔ شبنم شکیل،شب زاد،لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،1998ء،ص:102

26۔ پروین شاکر،صد برگ،ص:49